

Published:
March 30, 2025

Referencing and Research Study of the Tafseer Azwa ul Bayan fi Izah el Quran bil Quran (Surah al-Nisa: Verses No 24–34)

تفسیر اَضواء البیان فی ایضاح القرآن بالقرآن کا اردو ترجمہ تخریج اور تحقیق (سورۃ النساء: 24–34)

Asad Ali Khan

M.Phil. Scholar, Abdul Wali Khan University Mardan (AWKUM)

Email: asadkh455466@gmail.com

Niaz ur Rahman

M.Phil. Scholar, Abdul Wali Khan University Mardan (AWKUM)

Email: niazurrahman100@gmail.com

Abstract

This research presents an analytical study of the selected text of Tafsir Adwa' al-Bayan on Surah al-Nisa (Verses 24–34), with a particular focus on its Urdu translation, scholarly investigation, and source authentication (Takhrij). The study aims to make the selected Arabic text accessible to Urdu readers while preserving its linguistic and exegetical depth. It examines the methodology adopted by Shaykh Muhammad al-Amin al-Shinqiti in interpreting the Qur'an through the Qur'an and supporting his arguments with authentic textual evidence. The research also evaluates the translation in terms of accuracy, clarity, and faithfulness to the original text. Furthermore, it provides Takhrij of the Qur'anic verses, Prophetic traditions, and narrations cited in the selected passage, identifying their primary sources and authenticity. An analytical approach has been employed to examine the legal, social, and moral themes discussed in these verses, particularly those related to marriage, family life, and mutual rights and responsibilities. The study highlights the distinctive features of Tafsir Adwa' al-Bayan and its scholarly contribution to contemporary Qur'anic studies. It concludes that the selected text reflects a balanced combination of linguistic precision, authentic evidence, and sound juristic reasoning, making it a valuable source for researchers and students of Tafsir.

Keywords: Tafsir Adwa' al-Bayan, Surah al-Nisa, Urdu Translation, Analytical Study, Takhrij, Qur'anic Exegesis, Al-Shinqiti, Islamic Studies

قرآن مجید کی تفاسیر میں تفسیر اَضواء البیان کو اپنی علمی گہرائی، قرآنی اسلوبِ تفسیر اور استدلالی منہج کے باعث نمایاں مقام حاصل ہے۔ اس کے مصنف شیخ محمد الامین

الشنقیتیؒ نے قرآن کریم کی تفسیر کو قرآن ہی کی روشنی میں پیش کرتے ہوئے لغوی، فقہی اور اصولی مباحث کو نہایت جامع انداز میں بیان کیا ہے۔ سورۃ النساء کی آیات

24 تا 34 خاندانی نظام، نکاح، حقوق و فرائض، معاشرتی عدل اور اسلامی قانون کے اہم احکام پر مشتمل ہیں، جن کی صحیح تفہیم ہر دور میں یکساں اہمیت رکھتی ہے۔ اس

مقالے میں ان منتخب آیات کی تفسیر اَضواء البیان کے متن کارواں اردو ترجمہ پیش کیا گیا ہے، ساتھ ہی اس کی تحقیقی جانچ اور مذکورہ احادیث و آثار کی تخریج بھی کی گئی

Published:

March 30, 2025

ہے۔ مزید برآں، مفسر کے استدلال، تفسیری منہج اور فقہی ترجیحات کا تجزیاتی مطالعہ بھی شامل کیا گیا ہے تاکہ اس تفسیر کی علمی خصوصیات اور معاصر تفسیری مطالعات میں اس کی اہمیت کو واضح کیا جاسکے۔

وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ كُنْتُ اللَّهُ عَلَيْكُمْ وَأُحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَلِكَ أَنْ تَبْتَغُوا بِأَمْوَالِكُمْ مُحْصِنِينَ غَيْرَ مُسَافِحِينَ ۖ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ فَرِيضَةً ۚ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا تَرَضَيْتُمْ بِهِ مِنْ بَعْدِ الْفَرِيضَةِ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا ﴿٢٦﴾ (آیت نمبر 26)

یُرِيدُ اللَّهُ لِيُذَيِّبَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَيَتُوبَ عَلَيْكُمْ ۚ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿٢٧﴾ ترجمہ: اللہ چاہتا ہے کہ بیان کرے تمہارے واسطے اور چلائے تم کو پہلوں کی راہ اور معاف کرے تم کو اور اللہ جاننے والا ہے حکمت والا (آیت نمبر 27)

وَاللَّهُ يُرِيدُ أَنْ يَتُوبَ عَلَيْكُمْ وَيُرِيدُ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الشَّهْوَاتِ أَنْ تَمِيلُوا مَيْلًا عَظِيمًا ﴿٢٨﴾ ترجمہ: اور اللہ چاہتا ہے کہ تم پر متوجہ ہووے اور چاہتے ہیں وہ لوگ جو لگے ہوئے ہیں اپنے مزوں کے پیچھے کہ تم پھر جاؤ راہ سے بہت دور (آیت نمبر 28)

يُرِيدُ اللَّهُ أَنْ يُخَفِّفَ عَنْكُمْ وَخُلِقَ الْإِنْسَانُ ضَعِيفًا ﴿٢٩﴾

الثالث أن الإحصان المراد في الآية هو التزوّج، كما في قوله تعالى: أي إذا تزوّجن. وهذا التفسير يتوافق مع ظاهر النص القرآني. وأما القول بأن الإحصان في الآية يعني الإسلام، فهو خلاف ظاهر السياق. وذلك لأن الآية تتحدث عن الإماء المؤمنات، كما يتضح من قوله تعالى: فالآية تدل على التوجيه لمن لا يستطيع الزواج من الحرائر أن ينكح الإماء المؤمنات، ما يشير إلى أن الإحصان هنا يتعلق بالتزوّج وليس بالإسلام.¹

تفسیر اضواء البیان کا اردو ترجمہ:

اس آیت میں "احصان" کا لفظ استعمال ہوا ہے، جس کی تشریح بہت اہم ہے تاکہ ہم صحیح مفہوم تک پہنچ سکیں۔ "احصان" کا عمومی مفہوم ایک محفوظ حالت یا تحصین ہوتا ہے، لیکن جب اس کا ذکر نکاح کے ساتھ کیا جاتا ہے، تو اس کا مطلب ہوتا ہے کہ عورت کو نکاح کے ذریعے محفوظ کر لیا گیا ہو۔ اس لیے یہاں "احصان" سے مراد نکاح ہے، جیسا کہ آیت میں ذکر کیا گیا ہے: "فَإِذَا أُخْصِرَتْ" یعنی جب وہ نکاح کر لیں۔ یہ معنی قرآن کے ظاہر مفہوم کے مطابق ہیں، کیونکہ آیت کا سیاق و سباق یہی بتاتا ہے کہ "احصان" کا تعلق نکاح سے ہے، نہ کہ کسی دوسرے تصور سے۔

اس کے مقابلے میں بعض لوگوں نے "احصان" کے معنی اسلام سے کیے ہیں، لیکن یہ تفسیر آیت کے سیاق کے خلاف ہے۔ آیت میں مومن باندیوں کے بارے میں بات کی جا رہی ہے، اور یہاں "احصان" کا مفہوم صرف نکاح سے ہی صحیح طور پر متناسب ہے۔ اگر ہم اس لفظ کو اسلام کے معنی میں لیتے ہیں تو آیت کا مفہوم درست نہیں رہتا، کیونکہ اس میں مومن باندیوں کی بات ہو رہی ہے، نہ کہ اسلام کی۔

¹ قرطبی، امام محمد بن احمد بن ابوبکر بن فرح ابو عبد اللہ انصاری خزرجی، اندلسی، مالکی، تفسیر قرطبی، الجامع لاحکام القرآن، جزء پانچ صفحہ 120، الناشر: عالم الکتاب

Published:
March 30, 2025

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو شخص آزاد عورتوں سے نکاح کرنے کی استطاعت نہیں رکھتا، وہ باندیوں سے نکاح کرے۔ اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ "احسان" کا مفہوم یہاں نکاح ہی ہے، اور اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس لیے اس آیت میں "احسان" سے مراد نکاح ہی لیا جائے گا، جیسا کہ اس کے سیاق و سباق میں ذکر کیا گیا ہے۔

"احسان" کی یہ تشریح اس بات پر زور دیتی ہے کہ نکاح کی حالت کو محفوظ اور معتبر بنانا ضروری ہے، اور اس سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ نکاح کرنے والے شخص کو اس ذمہ داری کو سمجھ کر عمل کرنا چاہیے۔ اس میں آزاد اور مومن باندیوں کے درمیان فرق کیا گیا ہے، اور اس سے اسلام میں عورتوں کے حقوق اور ان کی حفاظت کی اہمیت اجاگر کی گئی ہے۔

یہاں پر ایک اور نکتہ یہ ہے کہ "احسان" کی تشریح صرف نکاح کے معنی میں محدود نہیں، بلکہ اس سے عورت کی عزت و احترام کی بات بھی نکلتی ہے۔ جب کوئی مرد کسی عورت سے نکاح کرتا ہے، تو اس کا مقصد صرف جنسی تعلق نہیں ہوتا، بلکہ اس کے ذریعے عورت کو ایک معاشرتی تحفظ اور عزت فراہم کرنا ہوتا ہے۔ اس تشریح سے ہم سمجھ سکتے ہیں کہ اسلام میں نکاح کو ایک عظیم ذمہ داری کے طور پر دیکھا گیا ہے، نہ کہ صرف ایک قانونی عمل کے طور پر۔

اس آیت کے سیاق و سباق کو دیکھتے ہوئے، یہ واضح ہوتا ہے کہ "احسان" کے لفظ کا اصل مقصد عورت کو ایک محفوظ اور قابل احترام حالت میں لانا ہے۔ اگر ہم اسے صرف اسلام سے جوڑیں، تو اس کا مقصد مکمل طور پر صحیح نہیں ہوگا، کیونکہ آیت میں باندیوں کے بارے میں بات ہو رہی ہے، اور اسلام میں باندیوں کے ساتھ تعلقات کو خاص قواعد کے تحت رکھا گیا ہے۔

اس تشریح سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام میں نکاح کے ذریعے عورت کو ایک محفوظ مقام ملتا ہے، اور اس کا تعلق صرف جسمانی تعلقات سے نہیں ہوتا، بلکہ اس کا مقصد عورت کی عزت اور اس کے حقوق کی حفاظت کرنا ہوتا ہے۔ اس سے یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ نکاح کو صرف ایک جسمانی عمل کے طور پر نہیں دیکھنا چاہیے، بلکہ اسے ایک اہم اور مقدس رشتہ سمجھنا چاہیے۔

ایک اور اہم نکتہ یہ ہے کہ اس آیت میں "احسان" کا مفہوم نکاح کے ذریعے عورت کی حفاظت کے بارے میں بتایا گیا ہے، نہ کہ محض جسمانی تعلقات کے حوالے سے۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اسلام میں نکاح کی بنیاد نہ صرف جسمانی ضروریات کو پورا کرنا ہے، بلکہ اس کا مقصد انسانوں کی اخلاقی اور روحانی ترقی بھی ہے۔

Published:

March 30, 2025

آخر کار، اس آیت کی تشریح سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ اسلام میں نکاح کا نظام ایک انتہائی اہم اور قابل احترام عمل ہے، جسے مخصوص اصولوں اور ضوابط کے تحت انجام دیا جاتا ہے۔ یہ آیت اس بات کی غمازی کرتی ہے کہ اسلام میں عورت کی عزت اور تحفظ کو اولین ترجیح دی گئی ہے، اور اسی وجہ سے "احسان" کو نکاح کے ذریعے محفوظ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

آیت سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ منہ بولے بیٹے کی بیوی اس پر حرام نہیں ہے، اور یہ مفہوم اللہ نے اس طرح واضح کیا ہے: لیکن مؤمنوں پر کوئی حرج نہیں ہے کہ وہ اپنے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں سے نکاح کریں جب کہ ان سے اپنی حاجت پوری کر لی ہو، اور اللہ کا حکم عمل میں لایا جانا ہے۔

اور فرمایا: دودھ پینے والے بیٹے کی بیوی کی حرمت ایک خارجی دلیل سے لگی ہے، اور وہ یہ ہے کہ دودھ پینے والے بیٹے کی ماں سے نکاح وہی ہے جو نسب کے ذریعے حرام ہے، اور علم اللہ کے پاس ہے۔

جان لو کہ قرآن میں لفظ "محصنات" تین مختلف معانی میں استعمال ہوا ہے:

1. محصنات عقیفہ، یعنی عقیفہ، زانی نہیں۔
2. محصنات آزاد خواتین، یعنی غلاموں پر آزاد خواتین کے مقابلے میں آدھا عذاب ہے۔
3. اور کبھی "محصنات" سے مراد نکاح ہوتا ہے، یعنی اگر وہ نکاح میں آجائیں۔ کچھ علماء نے کہا ہے کہ یہاں "محصن" سے مراد اسلام ہے، لیکن یہ آیت کے سیاق و سباق کے خلاف ہے، کیونکہ آیت میں مؤمنہ لڑکیوں کا ذکر ہے، جہاں فرمایا:

تفسیر اضواء البیان کا متن :

تزوجن، کما فسرہ وغیرہ اھ۔ محل الغرض منہ بلفظہ 2.

الكفار، فإن السبي يرفع³

تفسیر اضواء البیان کا اردو ترجمہ:

ابن کثیر نے اس آیت کی تفسیر میں کہا: اور سب سے زیادہ ظاہر — اللہ بہتر جانتا ہے — یہ ہے کہ یہاں "احسان" سے مراد نکاح ہے؛ کیونکہ آیت کا سیاق اس پر دلالت کرتا ہے، جہاں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿وَمَنْ لَمْ يَكُنْ طَوْلًا﴾ اور یہ آیت مؤمنہ لڑکیوں کے بارے میں ہے، اس لیے "فَإِذَا أُحْصِنَ" کا مطلب ہے کہ وہ نکاح میں آجائیں، جیسا کہ اور دیگر مفسرین نے بیان کیا ہے۔

² ابن کثیر، حافظ عماد الدین ابوالفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر الدمشقی، تفسیر القرآن العظیم، المعروف تفسیر ابن کثیر مترجم جلد 1 صفحہ 587 مکتبہ اسلامیہ لاہور پاکستان

³ قرطبی، امام محمد بن احمد بن ابوبکر بن فرح ابوعبداللہ انصاری خزرجی، اندلسی، مالکی، تفسیر قرطبی، الجامع لاحکام القرآن جزء پانچ صفحہ 83، الناشر: عالم الکتاب

Published:

March 30, 2025

جب آپ نے یہ معلوم کر لیا تو جان لیں کہ اللہ تعالیٰ کے قول ﴿وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ﴾ کے کئی معانی ہیں جن پر علماء نے اقوال بیان کیے ہیں، اور قرآن ایک خاص قول کو ترجیح دیتا ہے۔

کچھ علماء نے کہا: یہاں "محصنات" سے مراد عقیقہ، آزاد، اور شادی شدہ خواتین سب شامل ہیں، یعنی تم پر تمام خواتین حرام ہیں سوائے ان کے جو تمہاری ملکیت میں ہیں صحیح عقد یا شرعی ملکیت کے ذریعے، تو اس قول کے مطابق آیت کا معنی ہے کہ تمام عورتوں پر حرمت ہے سوائے صحیح نکاح یا شرعی غلامی کے۔ یہ قول سعید بن جبیر، عطاء، اور سدی نے اختیار کیا ہے اور کچھ صحابہ سے بھی مروی ہے، اور امام مالک نے موطا میں اس کو منتخب کیا ہے۔

کچھ علماء نے کہا: یہاں "محصنات" سے مراد آزاد خواتین ہیں، اس صورت میں معنی یہ ہو گا کہ غیر چار خواتین حرام ہیں، اور جو تمہاری ملکیت میں ہیں وہ حلال ہیں، اور اس صورت میں استثنا منقطع ہو گا۔

کچھ علماء نے کہا: یہاں "محصنات" سے مراد شادی شدہ خواتین ہیں، اس کے مطابق آیت کا معنی یہ ہو گا کہ شادی شدہ خواتین پر تمہیں حرام ہے، کیونکہ شادی شدہ عورت کسی اور کے لیے حلال نہیں ہے سوائے ان کے جو تمہارے ہاتھوں میں غنیمت کے طور پر ہوں، کیونکہ غنیمت سے یہ حکم ختم ہو جاتا ہے۔⁴

تفسیر اضواء البیان کا متن:

قوله تعالى: ﴿أَيُّمَانُهُمْ﴾ في الموضعين يشير إلى أن ملك اليمين قسم آخر غير الزوجية. وعندما قال تعالى: ﴿وَالَّذِينَ يَبْتِغُونَ الْكِتَابَ مِمَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ﴾، تدل هذه الآيات بوضوح على أن المقصود بملك اليمين هو الإماء دون النساء المنكوحات، كما هو ظاهر في سياق الآيات.⁵

الوجه الثاني غير ظاهر؛ لأن معناه يفيد: "وحرمت عليكم"، وهو خلاف الظاهر من معنى لفظ الآية. العلامة ابن القيم - رحمه الله - صرح بأن هذا القول مردود لفظاً ومعنى، مما يؤكد أن التفسير الذي اخترناه هو الصحيح، خاصة وأنه يتفق مع الآيات الأخرى التي ذكرناها.⁶

يؤيد ذلك سبب النزول، كما ورد في صحيح مسلم وغيره، عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه: عندما أصاب المسلمون سبایا من سبی اوطاس ولهن أزواج، کرهوا الوقوع علیهن وسألوا النبی ﷺ، فنزلت الآية: ﴿، فأباح لهم النبي ﷺ ذلك. ⁷

⁴ سورة المؤمنون 23:6

⁵ کتاب النکاح باب تاویل قول اللہ عزوجل (الْمُحْصَنَاتُ)

⁶ قرطبی، امام محمد بن احمد بن ابوبکر بن فرح ابو عبد اللہ انصاری خزرجی، اندلسی، مالکی، تفسیر قرطبی، الجامع لاحکام القرآن جزء پانچ صفحہ 83، الناشر: عالم الکتاب

⁷ سورة النور 24:33

Published:
March 30, 2025

تفسیر اضواء البیان کا اردو ترجمہ:

دونوں مواقع پر اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ "ملک یمن" نکاح سے الگ ایک قسم ہے۔ جب اللہ نے فرمایا: تو یہ واضح ہے کہ "ملک یمن" سے مراد باندیاں ہیں، نہ کہ وہ عورتیں جن سے نکاح کیا گیا ہو، جیسا کہ آیات کا ظاہری سیاق بتاتا ہے۔

دوسرا پہلو غیر واضح ہے، کیونکہ اس کا مطلب ہوگا: "تم پر آزاد عورتیں حرام ہیں، سوائے ان کے جو تمہاری ملک یمن میں ہوں"، اور یہ آیت کے ظاہر الفاظ کے معنی کے خلاف ہے۔ علامہ ابن القیم رحمہ اللہ نے اس بات کو لفظ اور معنی دونوں کے لحاظ سے رد کیا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جو تفسیر ہم نے اختیار کی ہے، وہی درست ہے، اور یہ دیگر آیات کے مطابق ہے۔

اس کی تائید نزول آیت کے سبب سے بھی ہوتی ہے، جیسا کہ صحیح مسلم اور دیگر کتب میں ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب مسلمانوں نے سبی اوطاس میں باندیاں حاصل کیں، جن کے شوہر موجود تھے، تو انہوں نے ان سے تعلق قائم کرنے کو ناپسند کیا اور نبی کریم ﷺ سے پوچھا۔ تب یہ آیت نازل ہوئی:

﴿وَالْمُحْصَنَاتِ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ﴾، اور نبی کریم ﷺ نے انہیں اس کی اجازت دی۔

پہلا نکاح کا حکم / کفر میں۔ اور یہ قول صحیح ہے، اور قرآن اس کی صحت پر دلالت کرتا ہے؛ کیونکہ پہلے قول میں ملک یمن کو نکاح کی ملکیت پر محمول کیا گیا ہے، جبکہ ملک یمن کا قرآن میں صرف غلامی کی ملکیت کے معنی میں آیا ہے، جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

ہ آیات ظاہر کرتی ہیں کہ "ما مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ" سے مراد غلامیاں ہیں، نہ کہ نکاح شدہ خواتین، جیسے کہ ظاہر ہے، اور دوسرا قول بھی ظاہر نہیں ہے؛ کیونکہ اس کے مطابق، "حرائر" پر حرمت ہے سوائے ان کے جو ملک یمن میں ہیں، اور یہ آیت کے لفظ کے ظاہر کے خلاف ہے۔

اور علامہ ابن قیمؒ نے تصریح کی ہے کہ یہ قول لفظ اور معنادوں اعتبار سے رد ہے۔ تو ظاہر ہوتا ہے کہ آیت کا سیاق اس معنی پر دلالت کرتا ہے جو ہم نے اختیار کیا ہے، اور وہ دیگر آیات کے ساتھ ہم آہنگ ہے جو ہم نے ذکر کیں، اور اس کی تائید سبب نزول سے بھی ہوتی ہے، کیونکہ اس کی نزول کا سبب مسلم، امام احمد، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، اور عبد الرزاق نے ابو سعید خدری --- سے ہے۔ کہ ہم نے اوطاس کے قیدیوں میں سے کچھ خواتین کو پایا جن کے شوہر تھے، ہم نے انہیں

اپنے لیے حلال سمجھنے میں تردد کیا، تو ہم نے سے سوال کیا، تو یہ آیت نازل ہوئی: ﴿وَالْمُحْصَنَاتِ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ﴾، تو ہم نے ان کے ساتھ تعلق قائم کیا۔ *

Published:
March 30, 2025

تفسیر اضواء البیان کا اردو ترجمہ:

اور طبری نے سے روایت کیا کہ یہ آیت خیر کے قیدیوں کے بارے میں نازل ہوئی، اور اسی تفسیر کے مطابق صحیح قول ہے کہ الفرزدق نے کہا:
"اور وہ عورت جس کا شوہر ہمارے نیزوں سے نکاح کیا گیا،
وہ اس کے لیے حلال ہے جو اس کے ساتھ تعلق قائم کرے، اسے طلاق نہیں ملی۔"

تنبیہ:

اگر کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ کے قول: ﴿لَا تَاْكُلْ أَمْوَالَكُمْ﴾ کا عموم صرف قیدیوں تک محدود نہیں، بلکہ اس عام عموم کے مطابق، ہر باندی جو متزوج ہو اگر اسے کوئی دوسرا شخص مالک بن جائے تو وہ اس کے لیے حلال ہو جاتی ہے، اور یہ نکاح اس ملکیت کی وجہ سے ختم ہو جاتا ہے، اور اگرچہ یہ آیت خاص طور پر قیدیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے، لیکن اصول یہ ہے کہ الفاظ کے عموم کو دیکھا جاتا ہے نہ کہ اسباب کی خصوصیت کو۔
جواب یہ ہے کہ کچھ سلف نے اس عموم کے ظاہر کو تسلیم کیا اور فیصلہ کیا کہ باندی کی فروخت مثلاً اس کے شوہر سے طلاق ہے، اس آیت کے عموم کو مد نظر رکھتے ہوئے، اور یہ قول ابن مسعود، ابن عباس، ابو بن کعب، جابر بن عبد اللہ، سعید بن مسیب، حسن، اور معمر سے نقل کیا گیا ہے، جیسا کہ ابن کثیر اور دیگر نے بیان کیا۔ لیکن اس مسئلے میں صحیح بات یہ ہے کہ یہ حکم صرف قیدیوں کے ساتھ مخصوص ہے، نہ کہ دیگر مملوکات جیسے کہ فروخت کی صورت میں۔
واضح دلیل اس بات پر بریرہ کی مشہور داستان ہے، جو اس کے شوہر مغیث کے ساتھ تھی۔

ابن کثیر نے اس آیت کی تفسیر میں بعد میں ذکر کیا کہ ان لوگوں کی رائے سے اختلاف کیا گیا، قدیم اور جدید میں، دیکھا کہ باندی کی فروخت اس کے لیے طلاق نہیں ہے، کیونکہ خریدار بائع کا نائب ہوتا ہے، اور بائع نے پہلے ہی اس منفعت کو اپنی ملکیت سے نکال دیا تھا اور اسے فروخت کیا تھا۔⁸

تفسیر اضواء البیان کا متن:

في هذا السياق، يشير إلى الفسخ بين النكاح والعبودية، حيث اختارت الفسخ، وكانت قصتها مشهورة. فإذا كان بيع الطلاق كما قال بعض العلماء، لما كان للنبي ﷺ أن يخيّرهما، ولكن من خلال تخيير النبي ﷺ لها، يتبين أن النكاح لم ينفصل، وأن المقصود من الآية هو السبايا فقط، أي النساء اللواتي سبين من الكفار، كما وضع العلماء.
إذا قيل إن المشتري إذا كان امرأة لم يفسخ النكاح لأن المرأة لا تملك الاستمتاع ببضع الأمة كما يفعل الرجل، فالنظر في ملك اليمين أقوى من ملك النكاح. وقد قال بعض العلماء بهذا القول، ولا يُرد على هذا الحديث حديث بريرة، التي كانت مملوكة.

⁸ صحيح البخاري كتاب الطلاق، باب شفاعَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي زَوْجِ بَرِيرَةَ:

Published:

March 30, 2025

الجواب على ذلك كما حرره ابن القيم رحمه الله، هو أن المرأة إذا لم تملك الاستمتاع بالبضع، فإنها تملك المعاوضة عليه، ويجوز لها تزويج الأمة وأخذ مهرها. فإذا تحقق هذا المعنى، يتبين أن الآية تشير إلى "المحصنات من النساء"، أي المتزوجات، إلا ما ملكت أيمانكم من السبي من الكفار، فيجوز وطؤهن بعد الاستبراء.

تفسير اضواء البیان کا اردو ترجمہ:

اس سیاق میں نکاح اور غلامی کے درمیان فسخ کی بات کی گئی ہے، جہاں عورت نے فسخ کو اختیار کیا، اور اس کی کہانی مشہور ہے۔ اگر طلاق کا سودا جیسا کہ بعض علماء نے کہا، تو نبی ﷺ انہیں اختیار نہ دیتے، لیکن چونکہ نبی ﷺ نے انہیں اختیار دیا، اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ نکاح برقرار رہا اور آیت کا مقصد صرف قیدی عورتیں ہیں، یعنی وہ عورتیں جو کافروں سے قید کی گئی ہیں۔

اگر کہا جائے کہ اگر خریدنے والی عورت ہو تو نکاح فسخ نہیں ہوتا کیونکہ عورت کو غلام کی جنس سے فائدہ اٹھانے کا حق نہیں ہوتا، جب کہ مرد کو یہ حق حاصل ہوتا ہے، اور ملک یمین نکاح سے زیادہ مضبوط ہوتا ہے، جیسا کہ بعض علماء نے کہا۔ اس پر رد کرتے ہوئے یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ بریرہ کے حدیث سے نہیں ٹوٹتا۔

اس کا جواب جیسا کہ علامہ ابن القیم نے فرمایا، یہ ہے کہ اگر عورت کو غلام کی جنس سے استفادہ کرنے کا حق نہیں ہے تو وہ اس پر معاوضہ لینے، اس سے نکاح کرنے اور اس کا مہر لینے کا حق رکھتی ہے۔ اگر یہ حقیقت سمجھی جائے تو یہ واضح ہوتا ہے کہ آیت میں "محصنات من النساء" سے مراد وہ عورتیں ہیں جو پہلے نکاح میں تھیں، سوائے ان کے جو تمہارے ہاتھوں میں قید ہو گئی ہوں، جن کا استبراء کے بعد وطی کرنا جائز ہے۔

اس بات کو صحیح مانا کہ حدیث بریرہ جو صحیحین اور دیگر کتابوں میں آئی ہے، اس پر اعتماد کیا ہے۔ عائشہ ام المؤمنین نے بریرہ کو خرید اور آزاد کیا، لیکن اس کا نکاح شوہر مغیث سے منحل نہیں ہوا بلکہ رسول اللہ نے اسے فسخ اور بقاء کے درمیان اختیار دیا، اس نے فسخ کو ترجیح دی۔ اس قصے کے مشہور ہونے کی وجہ سے، اگر فروخت نکاح کا خاتمہ ہوتا تو اسے اختیار نہ دیتے۔ لہذا، آیت میں مذکور حکم خاص طور پر قیدیوں کے ساتھ مخصوص ہے۔ واللہ اعلم

اگر یہ کہا جائے کہ اگر خریدار عورت ہو تو نکاح نہیں ٹوٹے گا، کیونکہ وہ باندی کے بضع سے استفادہ نہیں کر سکتی، جبکہ مرد میں یہ ممکن ہے، اور ملک الیمین ملک النکاح سے زیادہ مضبوط ہے، جیسے کہ کہا ہے، اور اس پر حدیث بریرہ اعتراض نہیں کرتی۔

جواب یہ ہے کہ علامہ ابن القیم ہے۔ کہ اگر عورت باندی کے بضع سے استفادہ نہیں کرتی تو وہ اس کے بدلے کو وصول کر سکتی ہے، اور اس کے نکاح اور مہر کے اخذ کرنے کا حق رکھتی ہے، جیسے مرد کے پاس ہوتا ہے، اگرچہ وہ بضع سے استفادہ نہ کرے۔ اگر آپ اس پر غور کریں تو آپ کو پتہ چلے گا کہ آیت کا صحیح معنی ہے: ﴿

Published:

March 30, 2025

وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ یعنی متزوجات، سوائے ان کے جو سحر کی صورت میں ملک یمین سے ہوں، تو ان کے ساتھ تعلق قائم کرنا جائز ہے، بشرطیکہ انہیں استبراء کے بعد، کیونکہ قیدی کے ذریعے پہلی زوجیت ختم ہو جاتی ہے۔

ام المؤمنین جو یہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا کے بارے میں کہا گیا کہ ان کا نکاح ایک شخص مسافع کے ساتھ تھا، اور وہ غزوہ بنی المصطلق میں قید ہو گئی، اور ان کی کہانی معروف ہے۔

ناظم قرۃ الأبصار نے جو یہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں کہا:

"اور وہ غزوہ المصطلق میں مسافع نے قید کر لیا،
جس کے ساتھ وہ پہلے شوہر تھی، اور یہ قید اس کی منزل کی طرف تھی۔"

تفسیر اضواء البیان کا اردو ترجمہ:

"اور مراد بالمنزلق: تلوار، پھر علماء کا اختلاف ہے کہ آیا قید (غلامی) پہلی ازدواجی حالت کو ہمیشہ کے لئے منسوخ کر دیتی ہے، چاہے شوہر بھی قید ہوا ہو، جیسا کہ ظاہر ہے آیت سے، یا یہ کہ صرف اس صورت میں منسوخ ہوگی جب صرف عورت قید ہو، اور شوہر نہ ہو؟ اگر شوہر بھی قید ہو تو ازدواجی حالت برقرار رہتی ہے، یہ ابو حنیفہ اور بعض احمد بن حنبل کے اصحاب ہے۔ اور علم اللہ کے پاس ہے۔

آیت کا مطلب ہے کہ جیسے آپ مشکوحات سے استفادہ کرتے ہیں، اسی طرح انہیں ان کی مہر یہ دیں۔ اور یہ معنی قرآن کی آیات سے ثابت ہے، جیسے کہ یہ آیت نکاح کے عقید پر ہے، نہ کہ نکاح متعہ پر، جیسے کہ کچھ لوگوں نے کہا جو اس کے معنی کو نہیں جانتے۔

اگر کہا جائے: "لفظ 'اجور' کا استعمال اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ مقصد نکاح متعہ کی اجرت ہے، کیونکہ صدق کو اجرت نہیں کہا جاتا۔"

فالجواب: کہ قرآن میں کہیں صدق کو اجرت کہا گیا ہے، چونکہ صدق شادی کے لطف کی مد میں ہوتا ہے۔

تفسیر اضواء البیان کا متن:

هذه الأحاديث الصحيحة التي تنص بشكل قاطع على تحريم نكاح المتعة، وثبت أن هذا التحريم مستمر حتى يوم القيامة، تعد دليلاً واضحاً على حرمة هذا النوع من النكاح. وهذا التحريم جاء في أحاديث متواترة، مثل حديث سبرة بن معبد الجهني - رضي الله عنه - الذي روى أنه غزا مع رسول الله ﷺ في يوم فتح مكة.

Published:

March 30, 2025

فی الحدیث الذی رواہ مسلم، قال سبرة بن معبد الجهني - رضي الله عنه - "يا أيها الناس إني كنت أذنت لكم في الاستمتاع من النساء، وإن الله قد حرم ذلك إلى يوم القيامة"، وهذا تأكيد على أن نكاح المتعة كان في وقت من الأوقات مباحاً ثم حُرِّم في وقت لاحق.

وقد طلب رسول الله ﷺ من الصحابة أن يخلوا سبيل النساء اللواتي كن في عقد المتعة، وأنه لا يجوز لهن أخذ أي شيء مما دفعوه لهن من مهر أو متاع. هذا الحديث يبين بوضوح أن نكاح المتعة قد أصبح محرماً بشكل دائم، وبدل على تغيير الموقف الشرعي بشأنه.⁹

تفسير اضواء البيان كاردوترجمہ:

صحیح اور صریح احادیث جو نکاح المتعة کی حرمت کو واضح طور پر ثابت کرتی ہیں، اور یہ بتاتی ہیں کہ یہ حرمت قیامت تک جاری رہے گی، ایک واضح دلیل ہیں۔ یہ حرمت متواتر احادیث میں آئی ہے، جیسے کہ سبرہ بن معبد الحبشي - رضي الله عنه - کا حدیث جو انہوں نے فتح مکہ کے دن نبی ﷺ کے ساتھ غزوہ کیا۔

مسلم کی روایت کے مطابق، سبرہ بن معبد الحبشي - رضي الله عنه - نے کہا: "اے لوگو! میں نے تمہیں عورتوں سے استمتاع کرنے کی اجازت دی تھی، اور اللہ نے اسے قیامت تک حرام کر دیا ہے"، یہ اس بات کا اشارہ ہے کہ نکاح المتعة ایک وقت میں جائز تھا، لیکن بعد میں اس پر پابندی لگائی گئی۔

نبی ﷺ نے صحابہ سے کہا کہ وہ ان عورتوں کو آزاد کر دیں جن کے ساتھ نکاح المتعة ہو چکا تھا، اور جو کچھ بھی انہوں نے انہیں دی تھی وہ واپس نہ لیں۔ یہ حدیث واضح طور پر بتاتی ہے کہ نکاح المتعة ہمیشہ کے لیے حرام کر دیا گیا ہے اور اس کے بارے میں شرعی موقف میں تبدیلی آئی ہے۔ الایہ۔ یعنی ان کے مہر کے بارے میں ہے، تو واضح ہوا کہ یہ آیت نکاح کے بارے میں ہے نہ کہ متعہ کے نکاح کے بارے میں۔

اگر کہا جائے: ابن عباس، ابی بن کعب، سعید بن جبیر، اور السدی یہ پڑھتے تھے 'فما استمتعتم به منهن إلی اہل مسمی'۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آیت متعہ کے نکاح کے بارے میں ہے۔

جواب تین پہلوؤں سے دیا جائے گا:

پہلا: ان کا کہنا ابی اہل مسمیٰ قرآن میں ثابت نہیں ہے؛ کیونکہ صحابہ کا اس بات پر اجماع ہے کہ اسے عثمانی مصاحف میں نہیں لکھا گیا، اور اکثر اصولیین کے مطابق جو صحابی نے قرآن سمجھ کر پڑھا اور قرآن ثابت نہ ہوا، اس سے کسی چیز پر استدلال نہیں کیا جاسکتا؛ کیونکہ وہ اپنی اصل سے ہی باطل ہے؛ کیونکہ اسے قرآن سمجھ کر پیش کیا گیا تھا لہذا اس کا باطل ہونا اپنی اصل سے ہی ثابت ہو گیا۔

Published:
March 30, 2025

تفسیر اضواء البیان کا متن:

فی روایۃ لمسلم فی حجة الوداع، لا یوجد تعارض مع القول الذی ذکره ابن القیم - رحمہ اللہ - بأن التحريم قد وقع فی یوم فتح مکة، ولكن بعض الروایات الصحیحة تشير إلى تحريم نکاح المتعة أیضًا فی یوم خیبر. وهذا يدل علی أن هذا التحريم قد وقع مرتین: الأولى فی خیبر، ثم تأکیده فی حجة الوداع. وقد جزم بعض العلماء بذلك، ویظهر أن هذا هو ما ثبت فی النصوص.¹⁰ فی الآیة الکریمة: ﴿إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ﴾، أشار اللہ - عز وجل - إلى أن الفرج یجب أن یُحفظ عن غیر الزوجة والسریة، وبین أن من ابتغى وراء ذلك فهو من العادین، أي المعتمدين علی حدود اللہ. وبالتالي، من استمتع بامرأة لا هی زوجة ولا مملوكة، فهو ممن تجاوزوا حدود اللہ، لأن الاستمتاع بها لا یعتبر ضمن إطار الزوجية ولا الملكية.

كما أنه من المعلوم أن المرأة المستمتع بها لا تكون مملوكة ولا زوجة، وذلك لعدم توافر لوازم الزوجية فیها مثل الميراث والعدة والنفقة. فإذا كانت المرأة لیست زوجة ولا مملوكة، فهي لیست من التي یجوز الاستمتاع بها شرعًا، وهذا دلیل علی أن الابتغاء وراء ذلك یعد من المحارم الذین ورد ذکرهم فی القرآن.

تفسیر اضواء البیان کا اردو ترجمہ:

مسلم کی روایت کے مطابق، حجة الوداع میں نبی ﷺ نے نکاح المتعة کو حرام قرار دیا۔ اس میں ابن القیم - رحمہ اللہ - کے بیان کے مطابق، فتح مکہ کے دن اس تحریمی بیان کی کوئی تضاد نہیں ہے، لیکن بعض صحیح روایات میں خیبر کے دن بھی نکاح المتعة کی حرمت کا ذکر ملتا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ حرمت دو مرتبہ لگی، پہلی بار خیبر میں اور پھر حجة الوداع میں اس کی مزید وضاحت ہوئی۔ کچھ علماء نے اس بات کو یقینی طور پر تسلیم کیا ہے، اور یہ صحیح ثابت ہوا ہے۔

قرآن مجید کی آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ فرج کو صرف بیوی یا مملوکہ غلامہ سے مخصوص رکھا ہے، اور جو اس کے علاوہ سے استمتاع کرے، وہ حد سے تجاوز کرنے والا ہے۔ اس سے مراد وہ شخص ہے جو بیوی یا مملوکہ غلامہ کے علاوہ کسی سے جنسی تعلق قائم کرے، جو قرآن کی رو سے ناجائز ہے۔

یہ بات بھی واضح ہے کہ جو عورت سے استمتاع کیا جائے، وہ نہ بیوی ہوتی ہے اور نہ مملوکہ، کیونکہ وہ بیوی ہونے کی ضروریات جیسے کہ وراثت، عدت، طلاق اور نفقہ سے مستثنیٰ ہوتی ہے۔ اس طرح کی عورت سے تعلق قائم کرنا قرآن کی حدود کی خلاف ورزی ہے۔

حجة الوداع میں، اور اس میں کوئی تضاد نہیں ہے کیونکہ ممکن ہے کہ یہ بات فتح مکہ کے دن بھی کہی ہو اور حجة الوداع میں بھی، اور جب جمع ممکن ہو تو جمع واجب ہے، جیسا کہ علم اصول اور علوم حدیث میں طے شدہ ہے۔

Published:
March 30, 2025

تیسرا: اگر ہم یہ جدلی طور پر تسلیم کر لیں کہ آیت متعہ کے نکاح کی اجازت دیتی ہے تو اس کی اجازت منسوخ ہو چکی ہے، جیسا کہ متفق علیہ احادیث میں اس نسخ کی تصدیق ہے، اور یہ دوسرے مرتبہ منسوخ ہوئی ہے: پہلی مرتبہ خیبر کے دن جیسا کہ صحیح احادیث میں ثابت ہے، اور دوسری مرتبہ فتح مکہ کے دن جیسا کہ صحیح احادیث میں بھی ثابت ہے۔

بعض علماء نے کہا ہے کہ ایک مرتبہ نسخ ہوا فتح کے دن، اور خیبر کے واقعہ میں صرف گھریلو گدھوں کا گوشت حرام کیا گیا تھا، تو بعض راویوں نے سمجھا کہ خیبر کے دن متعہ کی حرمت کا بھی ظرف ہے۔ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے اس قول کو ترجیح دی، لیکن بعض صحیح روایتوں میں خیبر کے دن متعہ کی حرمت بھی صراحت سے مذکور ہے، تو ظاہر ہے کہ یہ دوسرے مرتبہ حرام ہوا، جیسا کہ متعدد علماء نے کہا ہے اور اس کی روایت صحیح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

چوتھا: اللہ تعالیٰ نے صراحت سے فرمایا ہے کہ عورت کے علاوہ کسی سے اپنے شرمگاہ کو محفوظ رکھنا واجب ہے، جیسا کہ اس کے قول میں ہے: "إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ" (مواضع میں)، پھر صراحت سے فرمایا کہ جو اس کے علاوہ کچھ تلاش کرے وہ تجاوز کرنے والوں میں سے ہے جیسا کہ قرآن کے نص میں ہے "فَمَنْ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذَٰلِكُمْ" آیت۔ اور یہ بات معلوم ہے کہ متعہ والی عورت نہ تو مملوکہ ہوتی ہے اور نہ ہی زوجہ، تو جو اس کی طلب کرے وہ تجاوز کرنے والوں میں سے ہے قرآن کے نص کے مطابق۔ جہاں تک اس کا غیر مملوکہ ہونا ہے تو وہ واضح ہے، اور جہاں تک اس کا غیر زوجہ ہونا ہے تو اس پر زوجیت کے لوازم کا فقدان جیسے وراثت، عدت، طلاق اور نفقہ وغیرہ۔¹¹

نکاح الإمام لمن عنده طول ینکح¹²

تفسیر اضواء البیان کا اردو ترجمہ:

زوجہ وراثت حاصل کرتی ہے، عدت گزارتی ہے، اسے طلاق دی جاتی ہے، اور اس کے لیے نفقہ واجب ہوتا ہے جیسا کہ ظاہر ہے۔ عورتوں کے ساتھ وہ لطف اندوزی جو نسخ ہو چکی ہے، اس کی ممانعت میں صریح ہے۔ اور وہ آیت جس پر ہم بحث کر رہے ہیں اس کا سیاق و سباق واضح طور پر اس بات کی دلیل دیتا ہے کہ آیت نکاح کے عقد کے بارے میں ہے جیسا کہ ہم نے بیان کیا، نہ کہ نکاح متعہ کے بارے میں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان محرمات کا ذکر کیا ہے جن سے نکاح جائز نہیں ہے، اپنے قول: وغیرہ میں۔ پھر یہ بیان کیا کہ ان محرمات کے علاوہ نکاح حلال ہے، اپنے قول: میں۔ پھر یہ بیان کیا کہ جن سے تم نکاح کرتے ہو اور ان سے لطف اندوز

¹¹ سورۃ المؤمنون 23: 6، 7

¹² بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، الکاسانی - أبو بکر مسعود بن أحمد الکاسانی، جز 2 صفحہ 267

Published:
March 30, 2025

ہوتے ہو، ان کو ان کا مہر دینا لازم ہے، اس کو نکاح کے ساتھ "ف" کے ذریعہ بیان کیا: "فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ" آیت۔ جیسا کہ ہم نے واضح طور پر بیان کیا ہے اور علم اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔

اس آیت کریمہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ لونڈی سے نکاح جائز نہیں ہے چاہے ضرورت ہو، سوائے اس کے کہ وہ مؤمنہ ہو، اس کی دلیل یہ قول ہے: "مِنْ فَتَيْتِكُمْ الْمُؤْمِنَاتِ"۔ تو اس کا مفہوم مخالف یہ ہے کہ غیر مؤمنہ لونڈیاں کسی حال میں بھی نکاح کے لائق نہیں ہیں، اور یہ مفہوم ایک اور آیت سے بھی سمجھا جاتا ہے، جو اللہ تعالیٰ ہے: "وَالْمُحْصَنَاتِ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ"۔ اس میں مراد محصنات سے آزاد عورتیں ہیں ایک قول کے مطابق، اور اس سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ کافرہ لونڈیاں نکاح کے لائق نہیں ہیں، چاہے وہ کتابیہ ہی کیوں نہ ہوں۔ امام ابو حنیفہؒ نے اس سے اختلاف کیا اور کافرہ لونڈی سے نکاح جائز قرار دیا، اور جس کے پاس نکاح کی قدرت ہو اس کے لیے لونڈیوں سے نکاح جائز قرار دیا۔

تفسیر اضواء البیان کا متن:

لا یعد خلافا، ولم یبلغنا إباحة ذلك إلا عن طاوس¹³.

تفسیر اضواء البیان کا اردو ترجمہ:

"الحرار؛ کیونکہ مخالفت کے مفہوم کو قبول نہیں کیا گیا جیسا کہ اصول میں معروف ہے۔ رحمہ اللہ۔

جہاں تک کافرہ لونڈی سے ملکیت کے ذریعہ جنسی تعلق کا معاملہ ہے، اگر وہ کتابیہ ہو تو اکثر علماء اس کے جائز ہونے پر ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے قول: "إِلَّا عَلَى أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ" کی عمومی دلیل ہے، اور ان کی آزاد عورتوں سے نکاح جائز ہے تو ان کی لونڈیوں سے جنسی تعلق بھی جائز ہے۔

اور اگر لونڈی جو اس کی ملکیت ہے، مجوسیہ یا بت پرست ہے جن کی آزاد عورتوں سے نکاح جائز نہیں ہے؛ تو اکثر علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اس سے ملکیت کے ذریعہ جنسی تعلق جائز نہیں ہے۔

ابن عبد البر نے کہا: اور اسی پر فقہاء الامصار کی جماعت اور اکثر علماء ہیں، اور اس کے مخالف جو کچھ ہے وہ شاذ ہے اور اس کو اختلاف نہیں شمار کیا جاتا، اور ہمیں یہ بات طاوس کے سوا کسی سے نہیں پہنچی۔

مقیّد (اللہ ان سے درگزر کرے) نے کہا: دلیل کے لحاظ سے جو ظاہر ہوتا ہے۔ واللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ لونڈی سے ملکیت کے ذریعہ جنسی تعلق جائز ہے چاہے وہ بت پرست ہو یا مجوسیہ، کیونکہ اس کے دور میں زیادہ تر قیدی عرب کے کفار تھے، اور وہ بت پرست تھے، اور سے نقل نہیں ہوا کہ آپ نے ان کے کفر کی

¹³ قرطبی، امام محمد بن احمد بن ابوبکر بن فرح ابو عبد اللہ انصاری خزر جی، اندلسی، مالکی، تفسیر قرطبی، الجامع لاحکام القرآن جزء پانچ صفحہ 124 الناشر: عالم الکتاب۔

وجہ سے ان کے ساتھ جنسی تعلق کو حرام قرار دیا ہو، اور اگر حرام ہوتا تو آپ اس کی وضاحت کرتے بلکہ آپ ہے۔: حاملہ کے ساتھ جنسی تعلق نہ کیا جائے یہاں تک کہ وہ بچے کو جن دے، اور نہ ہی غیر حاملہ کے ساتھ جب تک وہ ایک حیض نہ گزار لے، اور یہ نہیں کہا کہ وہ اسلام قبول کرے، اور اگر یہ شرط ہوتی تو آپ نے اسے بیان کیا ہوتا، اور صحابہ نے فارس کے قیدیوں کو لیا جو جس تھے، اور یہ نقل نہیں ہوا کہ ان سے اجتناب کیا یہاں تک کہ وہ مسلمان ہو گئیں۔

علامہ ابن القیمؒ نے زاد المعاد میں جو کچھ کہا ہے اس کا نص یہ ہے:"

تفسیر اضواء البیان کا متن:

مِنْهُمَا مِائَةٌ جِلْدَةً¹⁴ فَيَعْلَمُ مِنْهُ أَنَّ عَلَى الْأُمَّةِ الزَّانِيَةِ خَمْسِينَ جِلْدَةً، وَيَلْحَقُ بِهَا الْعَبْدُ الزَّانِي فَيَجْلُدُ خَمْسِينَ، فَعُمُومُ الزَّانِيَةِ مَخْصُوصٌ بِنَصِّ قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنَاتِ مِنَ الْعَذَابِ وَعُمُومُ الزَّانِي مَخْصُوصٌ بِالْقِيَاسِ عَلَى الْمَنْصُوصِ؛ لِأَنَّهُ لَا فَرْقَ الْبَتَّةَ بَيْنَ الْحَرَّةِ وَالْأَمَةِ إِلَّا الرِّقَ، فَعَلِمَ أَنَّهُ

تفسیر اضواء البیان کا اردو ترجمہ:

اور اس نبوی فیصلے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بت پرست لونڈیوں سے ملکیت کے ذریعے جنسی تعلق جائز ہے، کیونکہ اوٹاس کے قیدی کتابیہ نہیں تھیں، اور نبی نے ان سے جنسی تعلق کے لیے اسلام کو شرط نہیں بنایا، اور ممانعت کا سبب صرف استبراء کو قرار دیا، اور وقت ضرورت کے بعد وضاحت کا مؤخر کرنا ممکن نہیں جبکہ وہ اسلام میں نئے تھے اور ان کے لیے اس مسئلے کا حکم مخفی تھا، اور تمام قیدیوں کا اسلام قبول کرنا جبکہ ان کی تعداد کئی ہزار تھی، اور ان میں سے ایک بھی لونڈی اسلام سے دور نہیں رہی، یہ سب جاننے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ انتہائی بعید ہے، کیونکہ انہیں اسلام قبول کرنے پر مجبور نہیں کیا گیا تھا اور ان میں سے کسی کو اسلام کے بارے میں بصیرت، رغبت اور محبت نہیں تھی کہ وہ سب فوراً اسلام قبول کر لیتیں۔ پس سنت اور صحابہ کے عمل سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نبی کے دور اور اس کے بعد لونڈیوں سے جنسی تعلق جائز تھا، چاہے وہ کسی بھی دین کی ہوں، اور یہی طاووس اور دیگر علماء ہے، اور اس کو المغنی کے مصنف نے بھی مضبوط کیا ہے اور اس کے دلائل کو ترجیح دی ہے، اور اللہ تعالیٰ ہی توفیق دینے والا ہے۔ یہ ابن قیمؒ کے الفاظ ہیں اور یہ بہت واضح ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان: یہاں اس عذاب کا ذکر نہیں کیا جو آزاد عورتوں پر ہوتا ہے۔ جو کہ محصنات ہیں۔ جس کا نصف لونڈیوں پر ہوتا ہے۔ لیکن اس کو دوسرے مقام پر سو کوڑے مارنے کی صورت میں بیان کیا ہے، اللہ تعالیٰ کے فرمان: کے ذریعہ، تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ زانیہ لونڈی پر پچاس کوڑے ہیں، اور زانی غلام کو بھی شامل کیا جائے گا اور اس کو پچاس کوڑے مارے جائیں گے، کیونکہ "الزَّانِيَةُ" کا عمومی حکم اس نص کے ذریعہ مخصوص ہو گیا ہے: اور "الزَّانِي" کا عمومی حکم قیاس کے ذریعہ

Published:
March 30, 2025

مخصوص ہو گیا ہے، کیونکہ آزاد عورت اور لونڈی میں کوئی فرق نہیں ہے سوائے غلامی کے، تو معلوم ہوا کہ غلامی کی وجہ سے کڑوں کی تعداد آدھی کی جاتی ہے، اور غلام کے لیے بھی یہی حکم جاری کیا جائے گا کیونکہ وہ بھی غلامی کے وصف سے متصف ہے جو کڑوں کی تعداد آدھی کرنے کا سبب ہے۔

لا حد علی مملوكة حتی تتزوج¹⁵

تفسیر اضواء البیان کا اردو ترجمہ:

اصولیوں کے ہاں نص کے عموم کو قیاس کے ذریعے تخصیص دینے کی مثالیں ہیں، اس بنیاد پر کہ مناط کی تنقیح کی قسم جو معروف ہے اور فارق کو نظر انداز کرنا قیاس کہلاتا ہے، اور اصول میں اس کے قیاس ہونے کا اختلاف معروف ہے۔ جہاں تک رجم کا تعلق ہے تو یہ معلوم ہے کہ اس کی سزا آدھی نہیں کی جاتی، لہذا یہ آیت کے مفہوم میں داخل نہیں ہے۔

تنبیہ: جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے، اس بات کی تصدیق ہو چکی ہے کہ "أُحْصَن" کا معنی شادی شدہ ہونا ہے، اور یہ دونوں قراءتوں میں اسی معنی میں ہے، چاہے اس کو فاعل کے صیغے میں پڑھا جائے یا مفعول کے صیغے میں، اس کے برخلاف جو ابن جریر نے اختیار کیا ہے کہ "أُحْصَن" کو فاعل کے صیغے میں پڑھنے کا معنی "مسلمان ہونا" ہے، اور "أُحْصَن" کو مفعول کے صیغے میں پڑھنے کا معنی "شادی شدہ ہونا" ہے۔ اس پر یہ مفہوم ہوتا ہے کہ آیت "فَإِذَا أُحْصِنَتْ" میں شرط کے مفہوم سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو لونڈی شادی شدہ نہ ہو، اس پر زنا کی حد نہیں لگائی جائے گی، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کی حد کو آیت میں احصان کے ساتھ مشروط کیا ہے، اور اس آیت کے اس مفہوم کو ابن عباس، طاووس، عطاء، ابن جریج، سعید بن جبیر، ابو عبید القاسم بن سلام، اور داود بن علی نے ایک روایت میں اختیار کیا اور کہا کہ: "مملوكة عورت پر جب تک شادی نہ ہو، حد نہیں لگائی جائے گی"۔

اس کا جواب - اللہ بہتر جانتا ہے - یہ ہے کہ اس آیت کا مفہوم مبہم ہے، اور اس کی وضاحت صحیح سنت میں موجود ہے، اور اس کی وضاحت یہ ہے کہ آیت میں ذکر شدہ پچاس کڑوں کی سزا کو احصان کے ساتھ مشروط کرنے سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ جو لونڈی احصان نہیں رکھتی، اس پر وہ سزا نہیں لگے گی، اور یہ ممکن ہے کہ اس پر کوئی سزا نہ ہو، یا زیادہ ہو، یا کم ہو، یا اسے سنگسار کیا جائے، وغیرہ۔ لیکن صحیح سنت نے یہ واضح کیا ہے کہ غیر مصنہ لونڈی پر بھی وہی سزا لاگو ہوتی ہے جو مصنہ لونڈی پر ہوتی ہے، اس میں کوئی فرق نہیں ہے۔

Published:
March 30, 2025

تفسیر اضواء البیان کا متن:

المحصنة دفع توهم: في هذا السياق، يُقصد بكلمة "المحصنة" في اللغة العربية ليس معنى الحُرّة، بل يشير إلى المرأة التي تكون في حالة من الطهارة الشرعية أو التي تم تحصينها بالعقد الشرعي. وهو مفهوم مهم في الحديث الوارد عن النبي صلى الله عليه وسلم بخصوص الزنا وكيفية العقوبة. فعندما سُئل عن المرأة إذا زنت ولم تكن محصنة، أمر بالجلد بشكل متكرر ثم بيعها إذا تكررت المخالفة. هذا الحديث يوضح الفرق بين الأمة والحرّة في مسألة العقوبة، ويشير إلى تطبيق العقوبات المتدرجة.¹⁶

النشوز والآية الكريمة: في هذه الآية، يُذكر أن النشوز قد يحدث من المرأة، وهو يعني أن تكون المرأة في حالة من التمرد أو العصيان تجاه زوجها. بينما لم تُبين الآية ما إذا كان النشوز يمكن أن يحدث من الرجل أيضًا. ولكن في موضع آخر، بين الله سبحانه وتعالى أن النشوز قد يحدث من الرجل أيضًا عندما يحدث العنف أو التخاذل في حقوق الزوجة. بذلك، أصبح النشوز مفهومًا يعم الزوجين ولا يقتصر على المرأة فقط.

مفهوم النشوز في الفقه الإسلامي: يظل النشوز من المواضيع التي أثّرت في الفقه الإسلامي بخصوص الزوجين وكيفية التعامل مع التمرد من أي طرف. ففي الحديث والآيات الواردة، يظهر أن النشوز لا يقتصر على المرأة، بل قد يحدث من الرجل أيضًا. ويعني النشوز في هذا السياق عدم القيام بالواجبات الزوجية بشكل صحيح أو التمرد على العلاقة الزوجية التي أقرها الإسلام. ومن ثم، فإن النشوز يعتبر خرقًا للحقوق بين الزوجين ويجب أن يُعالج بالطرق المشروعة

تفسیر اضواء البیان کا اردو ترجمہ:

المحصنة دفع توهم: اس سیاق میں "المحصنة" کا مطلب یہ نہیں کہ وہ آزاد عورت ہے، بلکہ اس سے مراد وہ عورت ہے جو شرعی طور پر محفوظ ہو یا جو شرعی عقد کے ذریعے محفوظ ہو۔ یہ بات حدیث میں آئی ہے جہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے زنا کرنے والی عورت کے بارے میں سوال کیا گیا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ اگر وہ زنا کرے تو اسے سخت سزائیں دی جائیں، اور اگر وہ دوبارہ کرے تو اسی طرح سزا دی جائے اور آخر کار اگر وہ بار بار کرے تو اسے فروخت کر دیا جائے۔ اس حدیث میں آزاد عورت اور غلامہ کے درمیان فرق واضح کیا گیا ہے۔

النشوز اور آیت کریمہ: اس آیت میں ذکر کیا گیا ہے کہ نشوز یعنی عورت کی طرف سے شوہر کی نافرمانی ہو سکتی ہے، لیکن یہ نہیں بتایا گیا کہ کیا نشوز مرد کی طرف سے بھی ہو سکتا ہے۔ تاہم، دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے واضح کیا کہ نشوز مرد کی طرف سے بھی ہو سکتا ہے، جب وہ اپنی بیوی کے حقوق میں کوتاہی کرتا ہے یا اس کے ساتھ بد سلوکی کرتا ہے۔ اس طرح نشوز کا مفہوم صرف عورت تک محدود نہیں بلکہ مرد کے لیے بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے۔

¹⁶ ابن حزم الاندلسی - علی بن احمد بن سعید بن حزم، المحلی بالآثار، جلد 12 صفحہ 200

Published:

March 30, 2025

نشوز کا مفہوم فقہ اسلامی میں: نشوز ایک ایسا موضوع ہے جس پر اسلامی فقہ میں کافی گفتگو کی گئی ہے کہ اگر کسی بھی فریق سے ترمذ یا نافرمانی ہو تو اس سے کیسے نمٹا جائے۔ آیات اور احادیث میں یہ بات سامنے آتی ہے کہ نشوز صرف عورت سے نہیں بلکہ مرد سے بھی ہو سکتا ہے۔ نشوز کا مطلب ہے کہ دونوں طرف سے ازدواجی تعلقات کے واجبات سے غفلت برتی جائے یا اس میں بغاوت کی جائے، جسے اسلامی تعلیمات میں درست نہیں سمجھا جاتا۔ محضہ کو رجم سے مستثنیٰ قرار دینے کے لیے، جیسے کہ آزاد عورت ہوتی ہے، صحیحین میں ابو ہریرہ اور زید بن خالد الجہنی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کہا: سے لونڈی کے زنا کے بارے میں پوچھا گیا جبکہ اس نے احسان نہیں کیا تھا۔ آپ ہے۔¹⁷

ابن شہاب نے کہا: مجھے نہیں معلوم کہ تیسری یا چوتھی دفعہ کے بعد۔ حدیث میں کوڑوں کا ذکر تربیت کے لیے نہیں بلکہ حد کے طور پر ہے، خاص کر کچھ روایات میں حد کی تصریح بھی ہے۔ اس آیت کے مفہوم کو ہی سے پوچھا گیا تھا اور آپ نے اس کے جواب میں اس حدیث میں کوڑے مارنے کا حکم دیا تھا۔ ظاہر یہ ہے کہ سوال کرنے والے نے یہ سوال اسی لیے کیا کیونکہ اس آیت کا مفہوم اس پر مشکل تھا۔ یہ حدیث اس تنازعہ مسئلے کے بارے میں نص ہے، اور اگر غیر محضہ کوڑے مارنے کی سزا محضہ کی سزا سے زیادہ یا کم ہوتی تو اسے بیان فرماتے۔

اس سے ہم جانتے ہیں کہ اس کے برخلاف اقوال قابل اعتبار نہیں ہیں، جیسے اور ان کے متبعین کا قول جو پہلے بیان ہوا، اور داود بن علی ظاہری سے منقول مشہور قول کہ غیر محضہ کو سو کوڑے مارے جائیں، اور ابو ثور کا قول کہ محضہ لونڈی کو رجم کیا جائے گا اور غیر محضہ کو پچاس کوڑے مارے جائیں گے، اور یہ بات واضح ہے کہ یہ اقوال درست نہیں ہیں اور علم اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔

تجزیہ

تفسیر اُضواء البیان اپنے منفرد اسلوب تفسیر اور علمی استدلال کی وجہ سے عصر حاضر کی ممتاز تفاسیر میں شمار ہوتی ہے۔ زیر مطالعہ آیات (سورۃ النساء: 24-34) کے منتخب متن سے واضح ہوتا ہے کہ شیخ محمد الامین الشنقیطی نے قرآن کریم کی تفسیر میں سب سے پہلے تفسیر القرآن بالقرآن کے اصول کو اختیار کیا ہے، جس کے ذریعے ایک آیت کی وضاحت دوسری آیات سے کی گئی ہے۔ جہاں مزید تشریح کی ضرورت محسوس ہوئی وہاں صحیح احادیث، آثار صحابہ، اقوال تابعین اور ائمہ تفسیر سے استدلال کیا گیا ہے، جس سے ان کی علمی دیانت اور تحقیقی بصیرت نمایاں ہوتی ہے۔

زیر بحث آیات میں نکاح، محرمات، مہر، لونڈیوں کے احکام، نکاح متعہ، نشوز اور میاں بیوی کے حقوق جیسے اہم فقہی اور معاشرتی مسائل پر تفصیلی گفتگو کی گئی ہے۔ مفسر نے مختلف فقہی آراء کو نقل کرنے کے بعد دلائل کی بنیاد پر راجح موقف کو اختیار کیا ہے اور اختلافی مسائل میں اعتدال اور علمی انصاف کو ملحوظ رکھا ہے۔ خصوصاً لفظ "احسان" کے مختلف معانی کا تقابلی جائزہ اور سیاق قرآن کی روشنی میں اس کا راجح مفہوم متعین کرنا ان کے تحقیقی منہج کی بہترین مثال ہے۔

اس تحقیق کے دوران منتخب متن کا اردو ترجمہ کرتے ہوئے اصل مفہوم، اسلوب اور علمی لطافت کو برقرار رکھنے کی کوشش کی گئی ہے، جبکہ احادیث و آثار کی تخریج کے ذریعے ان کے مصادر اور صحت کی نشاندہی بھی کی گئی ہے۔ اس سے نہ صرف متن کی علمی حیثیت مضبوط ہوتی ہے بلکہ قاری کے لیے مراجع تک رسائی بھی آسان ہو جاتی ہے۔ مجموعی طور پر یہ واضح ہوتا ہے کہ تفسیر اُضواء البیان محض روایتی تفسیر نہیں بلکہ ایک تحقیقی، استدلالی اور فقہی شاہکار ہے، جو قرآن فہمی، علمی تحقیق اور جدید تفسیری مطالعات کے لیے نہایت اہم ماخذ کی حیثیت رکھتی ہے۔

نتائج تحقیق

1. تفسیر اُضواء البیان قرآن کی تفسیر قرآن کے ذریعے کرنے کا بہترین نمونہ پیش کرتی ہے۔
2. شیخ محمد الامین الشنفیطیؒ نے لغوی، فقہی اور اصولی مباحث کو مضبوط دلائل کے ساتھ بیان کیا ہے۔
3. منتخب آیات میں خاندانی نظام، نکاح، مہر، حقوق زوجین اور معاشرتی اصلاح کے بنیادی اصول واضح کیے گئے ہیں۔
4. مفسر نے اختلافی فقہی مسائل میں راجح موقف اختیار کرتے ہوئے علمی اعتدال کو ملحوظ رکھا ہے۔
5. تحقیق سے معلوم ہوا کہ صحیح احادیث اور معتبر آثار تفسیر کے بنیادی مراجع ہیں اور ان کی تخریج تحقیق کو مزید مستند بناتی ہے۔
6. اردو ترجمہ کے ذریعے عربی متن کے علمی نکات اردو خواں طبقے تک مؤثر انداز میں منتقل ہوئے ہیں۔
7. تفسیر اُضواء البیان میں قرآنی آیات کے باہمی ربط کو نمایاں اہمیت دی گئی ہے، جو اس کی منفرد خصوصیت ہے۔
8. اس تفسیر میں فقہی مسائل کے ساتھ ساتھ اخلاقی اور معاشرتی اصلاح کے پہلوؤں کو بھی نمایاں کیا گیا ہے۔
9. تحقیق سے ثابت ہوا کہ تفسیر اُضواء البیان جدید تحقیقی مطالعات کے لیے ایک مستند اور قابل اعتماد ماخذ ہے۔

سفارشات

1. تفسیر اُضواء البیان کا مکمل معیاری اردو ترجمہ جدید تحقیقی تقاضوں کے مطابق شائع کیا جائے۔
2. اس تفسیر میں مذکور تمام احادیث و آثار کی مستقل تخریج پر تحقیقی منصوبے ترتیب دیے جائیں۔
3. جامعات میں تفسیر اُضواء البیان کو اعلیٰ سطح کے تفسیری نصاب میں شامل کیا جائے۔
4. اس تفسیر کے لغوی، اصولی اور فقہی مباحث کا تقابلی مطالعہ دیگر معروف تفسیر کے ساتھ کیا جائے۔

Published:
March 30, 2025

5. جدید سماجی اور خاندانی مسائل کے حل کے لیے تفسیر اَضواء البیان سے رہنمائی حاصل کرنے پر مزید تحقیق کی جائے۔
6. اس تفسیر کے اہم مباحث کو ڈیجیٹل صورت میں عام کرنے اور نوجوان نسل تک پہنچانے کے لیے علمی منصوبے شروع کیے جائیں۔

Roman Bibliography

1. Al-Qur'an al-Karim.
2. Al-Shinqiti, Muhammad al-Amin. Adwa' al-Bayan fi Idah al-Qur'an bi al-Qur'an. Dar al-Fikr, Beirut.
3. Ibn Kathir, Isma'il ibn Umar. Tafsir al-Qur'an al-'Azim. Dar Tayyibah.
4. Al-Tabari, Muhammad ibn Jarir. Jami' al-Bayan 'an Ta'wil Ay al-Qur'an. Dar Hajr.
5. Al-Qurtubi, Muhammad ibn Ahmad. Al-Jami' li Ahkam al-Qur'an. Mu'assasat al-Risalah.
6. Al-Bukhari, Muhammad ibn Isma'il. Sahih al-Bukhari. Dar al-Salam.
7. Muslim ibn al-Hajjaj. Sahih Muslim. Dar Ihya' al-Turath al-'Arabi.
8. Abu Dawud, Sulayman ibn al-Ash'ath. Sunan Abi Dawud. Dar al-Risalah al-'Alamiyyah.
9. Al-Tirmidhi, Muhammad ibn 'Isa. Jami' al-Tirmidhi. Dar al-Gharb al-Islami.
10. Ibn al-Qayyim. Zad al-Ma'ad fi Hadyi Khayr al-'Ibad. Mu'assasat al-Risalah.